محمد وسیم اختر مفتی

حضرت مالک بن زمعہ رضی اللہ عنہ

حضرت مالک بن زمعہ کے دادا کا نام قیس بن عبدشمس تھا۔ وہ اپنے آٹھویں جد عامر بن لوی کی نسبت سے قرشی عامری کہلاتے ہیں۔ نویں جد لوی بن غالب پر حضرت مالک کا سلسلۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ مبارکہ سے جا ملتا ہے۔ لوی آپ کے بھی نویں جد تھے۔ ام المومنین سودہ بنت زمعہ حضرت مالک کی بہن تھیں۔ حضرت مالک کی اہلیہ حضرت عمرہ (یا عمیرہ) بنت سعدی بھی بنوعامر بن لوی سے تعلق رکھتی تھیں۔ عمرہ کے دادا وقدان بن عبدشمس حضرت مالک کے دادا قیس بن عبدشمس کے بھائی تھے۔

بعثت کے بعد تین سال تک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کار نبوت مخفی طور پر سرانجام دیتے رہے۔ اس دوران میں سیدنا ابوبکر نے بھی اپنے حلقۂ احباب میں دین حق کا چرچا کیا۔ پھر اللہ کی طرف سے فرمان نازل ہوا: 'فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ'، '(اے نبی)، آپ کو جو حکم نبوت ملا ہے، اسے ہانکے پکارے کہہ دیجیے۔' (الحجر ۱۵: ۹۴) تعمیل ارشاد میں آپ نے قرآن مجید کی تلاوت جہراً کرنا شروع کی اور اہل مکہ کو علانیہ اسلام کی طرف بلانے لگے۔ اہل ایمان کی تعداد بڑھنے لگی اور وادئ غیر ذی زرع میں اسلام کا پیغام عام ہو گیا۔ تازہ واردان دین حنیف میں نوجوانوں، غربا اور غلاموں کی اکثریت تھی۔ ان کے ایمان لانے پر مکہ کے مشرکوں کو اپنی پیشوائی اور اپنے بتوں کی خدائی خطرے میں نظر آنے لگی۔ انھوں نے ان نومسلم کمزوروں اور غلاموں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیے۔ ۵ نبوی میں یہ سلسلہ عروج کو پہنچ گیا تو آپ نے اپنے صحابہ کو حکم فرمایا: ''تم اللہ کی سرزمین میں بکھر جاؤ۔'' پوچھا: ''یا رسول اللہ، ہم کہاں جائیں؟'' آپ نے حبشہ کا نام لے کر فرمایا: ''وہاں ایسا بادشاہ حکمران ہے جس کی سلطنت میں ظلم نہیں کیا جاتا۔ تم

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وہاں رہنا جب تک اللہ تمھاری سختیوں سے کشادگی کی راہ نکال نہیں دیتا۔'' چنانچہ نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں سب سے پہلے سولہ اہل ایمان کشتی کے ذریعہ حبشہ روانہ ہوئے۔ یہ تاریخ اسلامی کی پہلی ہجرت تھی۔

شوال ۵ نبوی میں قریش کے قبول اسلام کرنے کی افواہ حبشہ میں موجود مسلمانوں تک پہنچی تو ان میں سے کچھ یہ کہہ کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے کہ ہمارے کنبے ہی ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ ابن جوزی کے بیان کے مطابق مکہ کے قریب پہنچ کر انھیں اس اطلاع کا غلط ہونا معلوم ہوا تو حضرت عبداللہ بن مسعود کے سوا سب حبشہ واپس ہو لیے، جبکہ حضرت ابن سعد کا کہنا ہے کہ یہ مکہ میں داخل ہوئے اور جب قوم کی طرف سے اذیت رسانی کا سلسلہ زیادہ شدت کے ساتھ دوبارہ شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بار دگر حبشہ جانے کی اجازت دے دی۔ ان کے ساتھ کئی دیگر مسلمان بھی جانے کو تیار ہو گئے۔ اس ہجرت ثانیہ میں اڑتیس مرد، گیارہ عورتیں اور سات غیر قریشی اہل ایمان شریک ہوئے۔ حضرت مالک بن زمعہ اور ان کی اہلیہ حضرت عمرہ (: ابن ہشام، عمیرہ: ابن سعد) بنت سعدی بھی ان میں شامل تھے۔ حضرت مالک کے قبیلہ بنو عامر بن لؤی سے تعلق رکھنے والے دوسرے مہاجرین کے نام یہ ہیں: حضرت ابوسبرہ بن ابورھم، ان کی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت سہیل، حضرت عبداللہ بن مخرمہ، حضرت عبداللہ بن سہیل، حضرت سلیط بن عمرو، ان کے بھائی سکران حضرت بن عمرو، ان کی اہلیہ حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت ابوحاطب بن عمرو۔ بنو عامر کے حلیف سعد بن خولہ نے بھی ہجرت میں اپنے اہل قبیلہ کا ساتھ دیا۔ حضرت ابوسبرہ، ان کی اہلیہ حضرت ام کلثوم اور حضرت ابوحاطب بن عمرو حضرت مالک بن زمعہ کے ہجرت کرنے سے پہلے حضرت عثمان بن عفان کی قیادت میں حبشہ جانے والے قافلۂ اولین میں شامل ہو چکے تھے، جبکہ حضرت مالک اور ان کی زوجہ حضرت عمرہ حضرت جعفر بن ابوطالب کی قیادت میں حبشہ گئے اور ۷ھ میں انھی کی معیت میں مدینہ لوٹے۔ ابن اسحاق نے کل مہاجرین حبشہ کی تعداد تراسی بتائی ہے، جبکہ ابن جوزی کا بیان کردہ عدد ایک سو چھ تک پہنچتا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ابن ہشام نے ''السیرۃ النبویۃ'' میں بروایۃ ابن اسحاق مہاجرین حبشہ کے مدینہ وارد ہونے کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ فتح خیبر کے موقع پر جب مہاجرین کا بائیس رکنی قافلہ پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے اور فرمایا: معلوم نہیں، میں کس امر سے زیادہ خوش ہوا ہوں، خیبر کی فتح حاصل ہونے سے یا جعفر کی آمد سے؟ ابن اسحاق نے جعفر بن ابوطالب کے ہمراہ کشتیوں میں سوار ہو کر 'بولا' کے ساحل پر پہنچنے والے صحابہ میں قبیلۂ بنو عامر بن لؤی کے صرف تین افراد کی شمولیت کا ذکر کیا ہے: حضرت ابوحاطب بن عمرو، حضرت مالک اور ان کی زوجہ حضرت عمرہ بنت سعدی۔ اس فہرست میں انھوں نے حضرت مالک بن زمعہ کے بجائے حضرت مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبدشمس

کا نام درج کیا، حالاں کہ وہ خود اس سے قبل حبشہ جانے والے مہاجرین کی فہرست بیان کرتے ہوئے حضرت مالک بن زمعہ لکھ چکے تھے، ابن کثیر نے ''البدایۃ والنہایۃ'' میں یہی فرق برقرار رکھا۔ والد کا نام مختلف ہونے کے علاوہ سلسلۂ نسب وہی ہے جو حضرت مالک بن زمعہ کا ہے، اہلیہ بھی وہی حضرت عمرہ بنت سعدی ہیں۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ کی اسی روایت کی وجہ سے ابن فتحون نے حضرت مالک بن زمعہ کو مہاجرین حبشہ میں شامل کرنا صاحب 'الاستیعاب' ابن عبدالبر کا وہم قرار دیا۔ ابن حجر نے یہ قول نقل کرنے کے بعد اسے لائق ترجیح نہیں سمجھا۔ ابن کثیر نے عازمین حبشہ کی فہرس بیان کرتے ہوئے ''البدایۃ والنہایۃ'' میں حضرت مالک بن زمعہ، جبکہ اپنی ''السیرۃ النبویۃ'' میں مالک بن ربیعہ کا نام شامل کیا۔ انھوں نے ابن ہشام کی ''السیرۃ النبویۃ'' میں موجود حبشہ ہجرت کرنے والوں اور وہاں سے مدینہ لوٹنے والوں کی فہارس کے تضاد کو تو دور کر دیا، تاہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مالک بن ربیعہ نام کے صحابی کون ہیں؟ معرفۃ الصحابہ کی کتب میں اس نام کے حامل دو اصحاب رسول کا ذکر کیا گیا ہے، بنوخزرج کی شاخ بنوساعدہ سے تعلق رکھنے والے حضرت مالک بن ربیعہ انصاری جو ابواسید ساعدی کی کنیت سے معروف ہیں اور حضرت مالک بن ربیعہ سلولی۔ ان دونوں صحابہ کا نسب ہی فرق ہے اور ان کا ہجرت حبشہ سے دور دور کا تعلق نہیں۔ اس لیے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ زمعہ کے بجائے ربیعہ لکھنا ابن اسحاق کا تسامح ہے جو ابن ہشام اور ابن کثیر کی کتب میں بھی در آیا۔ علم تاریخ میں قیاس کے گھوڑے نہیں دوڑائے جاتے پھر بھی ممکن ہے کہ ربیعہ اور زمعہ ایک ہی شخصیت ہو، ایک ان کا نام اور دوسرا لقب ہو۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

افسوس ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں، جبکہ ابتلاؤں اور آزمایشوں کا دور دورہ تھا، ایمان لانے والے صحابی حضرت مالک بن زمعہ کی مدنی زندگی اور ان کی تاریخ وفات کے بارے میں ہمیں کوئی اطلاع نہیں ملتی۔

حضرت مالک بن زمعہ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

حضرت عبد بن زمعہ اور عبدالرحمٰن بن زمعہ مالک کے بھائی تھے۔ حضرت عبد کی والدہ عاتکہ بنت احنف بھی بنوعامر بن لؤی سے تعلق رکھتی تھیں، جبکہ عبدالرحمٰن نے زمعہ کی یمنی باندی کی کوکھ سے جنم لیا۔ عبدالرحمٰن بن زمعہ ہی تھے جن کی ولدیت کے بارے میں فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد بن زمعہ کے درمیان نزاع ہوا۔ حضرت سعد کے بھائی حضرت عتبہ بن وقاص نے انھیں کہہ رکھا تھا، زمعہ کی یمانی کنیز کا بیٹا تم لے لینا، کیونکہ وہ میری اولاد ہے۔ مکہ فتح ہوا تو حضرت سعد اس بچے کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، حضرت عبد بن زمعہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت سعد نے کہا: یہ میرا بھتیجا ہے، حضرت عبد نے اصرار کیا، یہ میرا بھائی ہے،

کیونکہ میرے باپ زمعہ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ آپ نے بچے کو بغور دیکھا، وہ عتبہ سے گہری مشابہت رکھتا تھا، پھر بھی فرمایا: عبد بن زمعہ یہ تیرے پاس رہے گا، کیونکہ اس نے تیرے باپ کے بستر پر جنم لیا ہے۔ آپ نے یہ اصول بھی ارشاد کیا: 'الولد للفراش وللعاھر الحجر'، بچہ اسی کا ہوگا جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کو پتھر پڑیں گے۔ آپ نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ کو اس کے سامنے جانے سے روک دیا، کیونکہ وہ بچے کی عتبہ سے مشابہت دیکھ کر جان سکتی تھیں کہ وہ ان کا بھائی نہیں۔ چنانچہ حضرت سودہ نے آخری دم تک اسے نہ دیکھا۔ (بخاری، رقم ۲۰۵۳، ۲۵۳۳) یہ بچہ حضرت عبدالرحمٰن بن زمعہ تھا، حضرت عبدالرحمٰن نے مدینہ ہجرت کی اور ان کی اولاد مدینہ ہی میں مقیم رہی۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com